کائنات کی بنیادی حقیقت وحدانیت باری تعالیٰ ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲؍ اکتوبر ۱۹۸۱ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

پچھلے چند دن بیماری میں گزرے۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا آرام ہے۔ تھوڑا سا ابھی اثر باقی ہے ضعف کی شکل میں اور دانت کی تکلیف کی صورت میں اللہ فضل کرے گا وہ بھی دور ہو جائے گی۔ آج میں اس کائنات کی بنیادی حقیقت اور انسانی لحاظ سے ایک بنیادی عقیدہ ہے' اس کے متعلق کچھ کہوں گا۔

اس کائنات کی بنیادی حقیقت وحدانیتِ باری تعالیٰ ہے۔ ' اللہ ایک ہے' ۔ یہ اس ساری کائنات کی، اس یُونیورس (Universe) کی، عالمین کی بنیادی حقیقت ہے اور جہاں تک انسان کا تعلق ہے انسان کی حقیقی خوشحالی اس بات میں مضمر ہے کہ وہ اپنے ربِّ کریم سے ایک زندہ تعلّق قائم کرے۔ یہ زندہ تعلّق دو پہلوؤں سے ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے۔ ایک عقیدہ کے لحاظ سے جس کو ہم معرفت یا عرفان کہتے ہیں۔ معرفتِ ذات اور صفاتِ باری ضروری ہے اپنی زندگی سنوارنے کے لئے اور اُس ابدی زندگی کی خوشحالی کے لئے جو مرنے کے بعد' اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد' موعودہ ہے وہ حیات جس کا وعدہ دیا گیا ہے انسان کو۔

شرک عقیدے میں بھی آ جاتا ہے۔ شرک، شرک میں بہت فرق ہے۔ جو تعلیم جو معرفت اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل قرآن عظیم جیسی عظیم شریعت اور وحی

کے ذریعے دی وہ یہ ہے کہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (الشورٰی:۱۲) ایک بنیادی اعلان ہے قرآن کریم میں۔ اُس جیسی اور کوئی ہستی نہیں، نہ اپنی ذات میں اور نہ اپنی صفات میں۔ اس قدر عظمتوں والا ہے کہ یہ سارا کچھ جہاں تک ہمارا خیال بھی نہیں پہنچتا یہ ایک ''کُن'' کے کہنے سے ہوگیا۔ کسی کو ایک جھونپڑا بنانا پڑے تو ہفتوں، مہینوں لگ جاتے ہیں اور بہت سے مزدورا کھٹے کرنے پڑتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کو 'صمد' ہونے کی وجہ سے (یہ اس کی صفت ہے) کسی اور کی احتیاج نہیں۔ وہ جب کچھ کرنا چاہتا ہے ''کُــن'' کہتا ہے' ہو جاتا ہے۔ یہ ساری کائنات اسی طرح بنی۔ یہ جو دہریہ سائنسدان ایک وقت میں مہذّب دنیا میں تھے ان کا ایک حصّہ پھر خدا تعالیٰ کی طرف واپس آرہا ہے کیونکہ ستاروں کی سائنس کے ساتھ جن کا تعلق تھا ان کو یہ بات نظر آئی ان کے مشاہدہ میں یہ آیا کہ وہ بے شمار ستارے جس کو وہ گیلیکسی (Galaxy) کہتے ہیں یعنی بڑے بڑے قبیلے ستاروں کے، وہ ایک نامعلوم جہت کی طرف حرکت کر رہے ہیں یعنی اپنے فاصلے قائم رکھتے ہوئے وہ بے شمار ستارے جو ہیں وہ ایک جہت کی طرف حرکت بھی کر رہے ہیں۔ ایک ان کی اندرونی حرکت ہے۔ سورج کے گرد گھومتے ہیں ستارے، اس کے ساتھ تعلق رکھنے والے۔ لیکن گیلیکسی، جو قبیلہ ہے وہ اپنی اپنی جگہ پہ بھی قائم ہے اور سارے کا سارا ایک طرف حرکت بھی کر رہا ہے۔ جس طرح انسانی جسم پیدل چل رہا ہوتا ہے جس وقت، تو ایک حرکت اس کی مثلاً احمد نگر کی طرف ہے سارے جسم کی اور ایک حرکت (بہت ساری اندر چیزیں ہیں ایک چیز کو لوں گا) دوران خون کی ہے اس کے اندر۔ لیکن یہ حرکت متوازی نہیں بلکہ اس میں فاصلہ بڑھتا چلا جاتا ہے گیلیکسیز (Galaxies) کے درمیان۔ اور ان کا یہ مشاہدہ ہے کہ جس وقت یہ فاصلہ اتنا بڑھ جائے کہ اس میں بے شمار ستاروں کی اور سُورجوں کی ایک گیلیکسی سما سکے تو وہ وہاں پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ 'کُــنْ' کا آرڈر ہوتا اور اللہ تعالیٰ پیدا کر دیتا ہے۔ اسی واسطے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ وسعت پیدا کرنے والا ہے۔ اس صفت کے جلوے مختلف رنگوں میں ظاہر ہوتے ہیں لیکن اس وقت میں اس تفصیل میں نہیں جاؤں گا وہ میرا مضمون نہیں۔

تو ایک تو معرفت باری تعالیٰ میں بنیادی چیز ہمیں سکھائی گئی کہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ

دوسری بنیادی چیز یہ سکھائی گئی کہ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى (الحشر:۲۵) ساری اچھی صفات جو ہیں وہ اس کے اندر پائی جاتی ہیں اور اس کے ساتھ ہی تعلق رکھنے والی یا تیسری چیز یہ ہے کہ کوئی کمزوری یا نقص یا بے طاقتی اس کے اندر نہیں پائی جاتی۔ اس کی طرف کسی قسم کے نقص کو اور کمزوری کو منسوب نہیں کیا جا سکتا۔

یہ بنیادیں ہیں عرفانِ باری تعالیٰ حاصل کرنے کی۔ پھر انسان اس کی صفات پر غور کرتا اور دعاؤں کے ذریعہ سے اس کے جلوے دیکھتا اور اپنی معرفت میں بڑھتا چلا جاتا ہے۔ بُعد بڑا ہے۔ انسان اور پیدا کرنے والے ربّ کے درمیان جو فاصلے ہیں وہ نہ ختم ہونے والے ہیں۔ اس واسطے جو قُرب میں ترقیات ہیں وہ بھی نہ ختم ہونے والی ہیں۔

یہ تو معرفتِ باری تعالیٰ کے ساتھ تعلّق رکھنے والا ایک عقیدہ ہے توحید پر قائم ہونے کے لئے۔ دوسرے عملی توحید ہے اور اس کی بنیاد یہ ہے مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (الطلاق:۴) کہ چونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے کرنے پر قادر ہے۔ اس واسطے ہر چیز اس سے مانگو، اس سے حاصل کرو اور کسی احتیاج کے وقت کسی غیر کا خیال بھی نہ لاؤ دل میں۔ یہ عملاً توحید کے ساتھ ایک فردِ واحد کا اور قوموں کا تعلق پیدا ہوتا ہے۔ کوئی چیز کسی غیر سے مانگنی نہیں، نہ حاصل کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ سامان پیدا کرتا ہے اور قرآن کریم نے مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ کی حکمت مختلف پیرایوں میں بیان کی ہے۔ سب پر تو اس وقت بات نہیں کی جا سکتی۔

پہلی بات اس سلسلے میں یہ ہے کہ جو توکّل حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً کیا اپنے ربّ پر، ہمیں حکم ہے کہ آپ کی اتباع کریں۔ قرآن کریم میں آیا ہے سورۂ توبہ میں۔ (حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یعنی وحی کے ذریعے خدا تعالیٰ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا اس کا اعلان کر دو) حَسْبِيَ اللّٰهُ میرے لئے اللہ کافی ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وہ یکتا، واحد ہے اور کسی اور کے پاس مجھے جانے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ اور میں نے اس پر توکّل کیا اور اس وجہ سے کیا کہ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ (التوبة:۱۲۹) اس نے ذمہ لیا ہے اس عالمین، اس

یُونیورس (Universe)' اس کائنات کی ہر چیز کی ربوبیت کا۔ ہر چیز جس کی ضرورت پڑسکتی تھی انسان کو بحیثیت نوع یا انسانی افراد کو فرداً فرداً سچے طور پر' حقیقی معنی میں ضرورت پڑسکتی تھی وہ اس نے پیدا کر دی۔ بعض دفعہ نہیں ملتی۔ کوئی ظالم آ جاتا ہے بیچ میں۔ اس دکھ کو سوائے خدا کے کوئی دور نہیں کرسکتا۔ بعض دفعہ انسان کو بلکہ (بعض دفعہ غلط شاید میں نے کہا) اکثر یا ہمیشہ ہی انسان کو پتا نہیں کہ میری بھلائی کسی چیز میں ہے۔ جو جانتا ہے اس سے مانگو۔ تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ خدا کے سوا کوئی ربوبیت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ حَسْبِيَ اللّٰهُ یہ ربّ جو ہے یہ میرے لئے کافی ہے اور اس پر میں توکّل کرتا ہوں۔

سورۂ زمر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے سینتیسویں آیت میں ہے۔ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں؟ یہ عام اعلان ہے ایک' جس کا تعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس معنی میں ہے کہ عملاً اس حقیقت کو ظاہر کرنے والے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ سینتیسویں آیت کا ایک ٹکڑا ہے۔ انتالیسویں آیت میں ہے۔ تُو کہہ دے مجھے اللہ کافی ہے (یہ جو آیا تھا پہلے)۔ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ۔ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ پہلی آیت (آیت ۳۷ میں تھا) پھر کہا اعلان کر دو حَسْبِيَ اللّٰهُ میرے لئے اللہ کافی ہے کسی غیر کی مجھے ضرورت نہیں۔ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ اس لئے جو میری اتّباع کرنے والے ہیں انہیں میں یہ کہتا ہوں کہ تم صرف خدا پر توکّل کرو۔ ہمیں قرآن کریم میں یہ حکم ہوا۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (اٰلِ عمران:۳۲) اور اتّباع کس چیز میں کرو؟ (صرف میں اصولی طور پر ایک بات بتا رہا ہوں اس وقت) فرمایا (نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے یہ اعلان کروایا) اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ (یونس:۱۶) جو وحی مجھ پر نازل ہو رہی ہے میں صرف اس کی اتباع کرتا ہوں اور جس وقت ہمیں کہا گیا کہ آپ کی اتباع کرو تو اس کے یہ معنی ہوگے کہ جس طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم صرف اس وحی کی اتباع کر رہے ہیں جو آپ پر نازل ہو رہی ہے۔ اس لئے ہر سچے مومن کا فرض ہے کہ صرف اس وحی کی اتّباع کرے جو آپ پر نازل ہو رہی ہے۔

اور اس وحی سے ہمیں ایک بات جس کا اب میں ذکر کر رہا ہوں یہ معلوم ہوئی کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ جو ربّ العالمین ہے اس کے علاوہ کسی پر توکّل کرنے والے نہیں تھے اور کسی کی احتیاج محسوس کرنے والے نہیں تھے بلکہ یہ اعلان کرنے والے تھے اپنے متبعین، اتباع کرنے والوں کو ”مُؤْمِنُوْنَ حَقًّا“ جنہیں قرآن کریم نے کہا ہے کہ میری طرح تم بھی خدائے واحد و یگانہ، ربّ العالمین پر توکّل کرو اور ہر چیز اس سے مانگو۔ یہ عملی زندگی میں خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ عملی زندگی میں زندہ خدا سے زندہ تعلق، ہم کہتے ہیں، پیدا کرو یہ ہے۔ ہر چیز اس سے مانگو۔ قرآن حکیم بھی ہے یعنی دلیل بھی دیتا ہے۔ سورۂ تغابن میں فرمایا۔ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (التغابن:۱۲) کوئی چیز خدا سے چھپی ہوئی نہیں۔ ہر چیز کو وہ جانتا ہے۔ تفصیل سے بھی بتایا۔ تمہارے خیالات کو وہ جانتا ہے یعنی جن خیالات نے الفاظ کا جامہ نہیں پہنا، اللہ تعالیٰ سے وہ چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ جو تمہارے جذبات ظاہر نہیں ہوئے اور دل کی کیفیت ہے وہ، اس کو بھی وہ جانتا ہے عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (التغابن:۵) اور چودھویں آیت میں یہ کہا اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ خدا ایک ہی ہے جس کی پرستش کرنی چاہیئے۔ وہ ایک ہی حقیقی معبود اور مقصود اور محبوب ہے ہمارا۔ اور جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتّباع کرتے ہوئے وہ خدائے واحد و یگانہ پر، صرف خدائے واحد و یگانہ پر توکّل کریں اور غیروں کی طرف نگاہ نہ اٹھائیں۔

دوسری حکمت یہاں یہ بیان ہوئی ہے کہ خدا تعالیٰ پر اس لئے توکّل کرو کہ کمزور نہیں ہے وہ۔ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔ وَ مَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ (الانفال:۵۰) وہ غالب ہے، طاقت والا ہے کوئی شخص اس کا ہاتھ پکڑ نہیں سکتا۔ اگر تم پہ رحم کرنا چاہے دنیا کی کوئی طاقت تمہیں اس کے رحم سے محروم نہیں کر سکتی۔ اگر تم اسے ناراض کر دو تو کوئی طاقت اس کی ناراضگی سے تمہیں بچا نہیں سکتی۔ عَزِیْزٌ تو اسی پر توکّل کرنا چاہیئے نا، جو بنیادی طور پر ہر قسم کی طاقت کا سرچشمہ ہے اور کوئی غیر اس کے راستے میں روک نہیں اور اس پر توکّل کرو کیونکہ وہ حکیم ہے، حکمت والا ہے۔ انسان بعض دفعہ ایک چھوٹے بچے کی طرح

جو آگ کا مطالبہ کیا اس نے ماں سے‘ اللہ تعالیٰ سے ایک ایسی بات مانگتا ہے جو اس کے علم میں ہے کہ اسے نقصان دینے والی ہے یا ایسی بات کی خواہش رکھتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کسی اور کے متعلق خواہش ہے کہ وہ جو اور ہے وہ اس کے حق میں نہیں ہے جیسے کشتی کا تختہ توڑ دینا۔ قرآن کریم نے وہ مثال بڑی اچھی ایک دی ہے ہمارے لئے۔ تو خواہش بظاہر نیک لیکن جو کامل علم رکھنے والی ہستی ہے اس کے نزدیک وہ درست نہیں۔ اس واسطے اس طرح نہیں دے گا کہ بچّے نے سانپ مانگا اور سوٹی سے اس کی طرف سانپ پھینک دیا ماں نے۔ بلکہ وہ حکیم ہے وہ اپنی حکمت کاملہ سے تمہاری دعاؤں کو سنے گا اور اپنے پیار کا اظہار کرے گا۔

تین دلیلیں‘ تین حکمتیں یہاں بیان ہوئی ہیں۔ سورۂ شعراء میں ہے وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ (الشعراء:۲۱۸) عزیز پہلے آ گیا ہے۔ یہاں دونوں کو اکٹھا کیا ہے۔ جو‘ جو چاہتا ہے کر سکتا ہے، طاقتور ہے اور بار بار کرم کرنے والی اس کی صفت ہے۔ بار بار کرم کرنے والا ہے۔ تو رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (الاعراف:۱۵۷) جس کی صفت ہو اسے چھوڑ کے ایک ایسی ہستی کی طرف جانا جو جاہل بھی ہے خدا تعالیٰ کے مقابلے میں‘ طاقتور بھی نہیں ہے اور جس کا رحم جو ہے وہ خدا تعالیٰ کے رحم کے مقابلہ میں اپنی کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتا‘ یہ حماقت ہوگی۔ اس واسطے تَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ اس لئے عملی زندگی میں (جو اصل چیز میں اس وقت پورے زور کے ساتھ آپ کو کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ عملی زندگی میں) سوائے خدا کے کسی کے ساتھ تعلق قائم نہ کرو اس معنی میں کہ صرف اس پر توکّل کرو اور جو عقیدتاً اس کی صفات کا علم ہے‘ دعا کرو کہ وہ پیاری صفات تمہاری زندگی میں جلوہ گر ہوں۔ خدا کے سوا حقیقی خوشی اور خوشحالی کا سامان کوئی ہستی نہیں پیدا کر سکتی اور اللہ تعالیٰ اتنا پیار کرتا ہے، اتنا پیار کرتا ہے کہ انسانی عقل شرم سے سر جھکا دیتی ہے اور انسان جو ہے اس کو سمجھ نہیں آتا کہ میں کس مُنہ سے خدا تعالیٰ کی حمد ادا کروں۔ ایک ایک انعام کے بدلے میں جو شکر ادا کرنا ہے مناسب، ساری عمر کرتے رہیں تب بھی نہیں وہ شکر ادا ہو گا لیکن کہا تو یہ گیا ہے کہ اَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً (لقمٰن:۲۱) موسلا دھار بارش کے قطروں کی طرح تمہارے اوپر میری نعمتیں نازل ہو رہی ہیں۔ صرف ایک مثال دوں گا عملاً کس طرح

خدا تعالیٰ دیتا ہے۔

جماعت احمدیہ کے مخالف بعض دفعہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ غریب سی جماعت ہے لیکن بعض دفعہ ایسا کام کر جاتی ہے جس پہ پیسے خرچ ہوتے ہیں۔تو چونکہ وہ خدا تعالیٰ پر توکّل کرنے والے نہیں، ان کا عقیدہ یہ معلوم ہوتا ہے جیسا کہ وہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہودی جماعت کو پیسہ دے سکتا ہے، امریکہ پیسہ دے سکتا ہے اور جیسا کہ ایک سعودی میاں بیوی نے قرطبہ میں پچھلے سال کہا کہ جو آپ نے مسجد بنائی ہے ضرور سعودی عرب سے پیسے لئے ہونگے۔تو سعودی عرب پیسے دے سکتا ہے۔ اگر نہیں دے سکتا دولت تو خدا نہیں دے سکتا۔ عجیب عقیدہ بنا لیا لیکن ہم احمدی جو ہیں احمدی مسلمان، ان کا جو عقیدہ ہے ان کا جو مشاہدہ ہے وہ یہ ہے کہ پانچ چھ سال ہوئے' کینیڈا کے مغرب میں ایک شہر ہے کیلگری۔ چھوٹی سی جماعت پیدا ہوئی۔ میں ان کو کہتا تھا کہ نماز ادا کرنے کے لئے ،اکٹھے بیٹھ کے میٹنگ کرنے کے لئے' بچّوں کو اسلام کے چھوٹے چھوٹے سبق دینے کے لئے قرآن کریم پڑھانے کے لئے کوئی جماعت کی جگہ ہونی چاہیئے ۔تو ایک گھر ہے پرائیویٹ ایک خاص شخص کا۔اس نے کہا کہ میری بیٹھک میں تم نماز پڑھ لیا کرو۔ دو چار آدمیوں کی اس سے شکر رنجی ہو گئی۔ وہ نماز پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں۔ کہتے ہیں اس کے گھر میں نہیں جانا نماز پڑھنے کے لئے۔تو اگر وہ خدا کا گھر ہو اور خدا کے عاجز بندوں کی جو جماعت ہے وہ خدا کے لئے خرید لے' تو جتنی مرضی رنجشیں ہو جائیں نماز کے لئے وہ کوئی روک نہیں ہو گی۔ وہاں آ جائیں۔ پانچ چھ سال ہوئے انہوں نے لکھا کہ ایک چھوٹا سا مکان (فلیٹ نہیں) جس کا صحن بھی ہے' آگے بھی پیچھے بھی' وہ کم و پیش ستّر ہزار ڈالر کو مل رہا تھا۔ (صحیح قیمت نہیں مجھے یاد) تو نصف ہم نے یہاں آپس میں چندہ کر کے اکٹھی کر لی۔ اگر جماعت کی وہ رقمیں جو کینیڈا میں پڑی ہوئی ہیں جن کو ہماری ہدایت کے مطابق خرچ کیا جاتا ہے (یہ یاد رکھیں کہ ان ملکوں میں خود ایسے چندے اکٹھے ہوتے ہیں جو ضرورت کے وقت کام آتے ہیں) ان میں سے قرض دے دیں۔ہم یہ لے لیں تو ہماری ضرورت پوری ہو جائے گی۔ان کو میری اجازت سے ہی یہاں جو محکمہ ڈیل (Deal) کرتا ہے ان کو رقم دے دی گئی۔ یہ پانچ چھ سال کی بات ہے اور وہ مکان خرید لیا انہوں نے چھوٹا سا۔قریباً ستر ہزار ڈالر میں وہ خریدا گیا۔ دو ہفتے کی بات ہے انہوں نے

لکھا کہ ہمیں ایک جگہ مل رہی ہے کیلگری سے سات میل پر چالیس ایکڑ کی اور جو جگہ پہلے ہم نے پہلے خریدی تھی وہ بمشکل ایک کنال کی ہوگی' شاید اتنی بھی نہ ہو۔ چالیس ایکڑ کی جگہ مل رہی ہے۔ جس میں ایک نیا مکان بنا ہوا ہے جس کی مکانیت ہمارے مشن ہاؤس سے کافی بڑی ہے۔ کھلے کمرے ہیں۔ زیادہ اچھا مکان بنا ہوا ہے اور وہ مل رہا ہے مکان ہمیں تین لاکھ پچاس ہزار ڈالر کو۔ ہم نے ستر ہزار ڈالر میں وہ خریدا۔ تو یہ تین لاکھ پچاس ہزار ڈالر کو مل رہا ہے اور جو وہ خریدا ہوا مکان تھا پانچ چھ سال پہلے' وہ چار لاکھ بیس ہزار ڈالر کو بک جائے گا یعنی مکان بھی خریدا جائے گا اور جو اس وقت اس کے اوپر خرچ ہوا تھا وہ رقم کیش' نقد ہمارے پاس آ جائے گی۔ اب یہ میں نے تو نہیں دیئے ان کو پیسے یا امریکہ نے تو نہیں دیئے پیسے ان کو یا کسی اور انسان نے تو نہیں دیئے پیسے۔ خدا تعالیٰ نے انتظام کیا یعنی پانچ چھ سال پہلے بڑی سوچ بچار کرنے کے بعد تکلیف محسوس ہوئی کہ اتنا یہ خرچ ہو رہا ہے اور وہ خرچ کر دیا اور پھر خدا تعالیٰ نے یہ برکت ڈالی کہ وہ ایک کنال کے بدلے میں چالیس ایکڑ زمین (۳۲۰ کنال) اس سے اچھا گھر۔ میں نے ان کو کہا خریدو۔ الحمد اللہ پڑھو اور خرید لو۔ یہ پہلا پرانا بیچ دو۔

اور جس سے میں یہ اندازہ لگاتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کو جلدی بڑی جگہ کی تعداد میں زیادتی ہونے کی وجہ سے ضرورت پڑ جائے گی کیونکہ ہمارا جو مکان بڑا ہوتا ہے وہ ایک لمبا عرصہ بڑا نہیں رہتا۔ چھوٹا ہو جاتا ہے یعنی تعداد ہماری بڑھ جاتی ہے۔ ربوہ بڑھ گیا۔ جہاں ہمارا جلسہ سالانہ سامنے یہ میدان' ہر سال بڑھ جاتا ہے۔ جو ہم نے مکان بنائے' اس وقت بہت بڑا ایک گیسٹ ہاؤس غیر ملکیوں کے لئے بنایا تھا اب اس میں صرف تیس پنیتس فیصد غیر ملکی ٹھہرتے ہیں۔ اس وقت سمجھا گیا تھا کہ یہ ضرورت سے زیادہ بنایا گیا ہے۔

تو ہماری کم مائیگی اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی دوڑ لگی رہتی ہے اور ظاہر ہے کہ ہماری کم مائیگی کے مقابلے میں اس دوڑ میں خدا تعالیٰ کے فضلوں نے ہی جیتنا ہے۔ یہ میں بات اس لئے بتا رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ بڑا فضل کرنے والا ہے۔ اس کے علاوہ کسی پر توکّل اپنی انفرادی زندگی میں بھی نہ کریں۔ میرے پاس آ جاتے ہیں بعض دفعہ کہ سفارش کر دیں اور مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے۔ دو تین دفعہ ایک شخص دُکھیا تھا نوجوان اور جماعت آئی۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب میں

صدر، صدر انجمن احمدیہ تھا۔ مجھے بڑا دکھ پہنچا کہ فلاں جگہ سفارش کر دیں فلاں جگہ سفارش کر دیں۔ ایک دن میں نے ذرا غصّے میں کہا۔ میں نے کہا دیکھو! یہ نوجوان اس وقت اڑھائی تین سو روپیہ تنخواہ لے رہا ہے۔ اگر فارغ نہ کریں تو ریٹائرمنٹ کے وقت ساڑھے چھ سو سات سو روپے اس کو ملیں گے۔ اگر فارغ کر دیں تو ممکن ہے خدا تعالیٰ اس سے قربانی لے کے اس کو ثواب بھی پہنچائے اور ہر سَو کے مقابلے میں ایک ہزار اس کی تنخواہ ہو جائے۔ ابھی دو مہینے ہوئے یا تین اس کا خط آیا۔ (میری تو زندگی میں ہزار ہا ایسے واقعات گزر جاتے ہیں) وہ شروع ہی یہاں سے ہوا کہ میں اپنا تعارف کرواؤں۔ جب ظالمانہ طور پر مجھے فارغ کیا گیا تو آپ نے یہ کہا تھا کہ کیا پتا خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور سو روپے کے مقابلے میں جو سو روپیہ پنشن کے وقت ہو گا (اب نہیں مل رہا) ایک ہزار ملے۔ تو سات سو پنشن کے وقت یعنی پنشن سے معاً پہلے جو Highest Pay مجھے مل سکتی تھی وہ سات سو روپیہ تھا اور اس مہینے مجھے سات ہزار روپیہ مل گیا اور وہ بات خدا نے پوری کر دی آپ کی، خدا دیتا ہے۔ کسی چیز میں کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانا ہی نہیں۔ توکّل کا یہ تقاضا ہے ورنہ تو پھر قرآن کریم نے کہا وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ (یوسف: ۱۰۷) ایمان کا دعویٰ بھی ہے اور شرک کی حرکتیں بھی ہیں، ساتھ ساتھ چل رہی ہیں زندگیوں میں۔ خدا تعالیٰ کو یہ پسند نہیں۔

اس جماعت پر اللہ تعالیٰ نے پچھلے بانوے سال میں اتنے انعامات نازل کئے ہیں کہ جن کا حدّ وحساب کوئی نہیں بیشمار۔ ہمارے تو چھوٹے دماغ انسان کے ان سب کو یاد بھی نہیں رکھ سکے۔ ہمیں یہ پتا ہے کہ ہر آنے والا دن اس قدر انعام لے کر طلوع کرتا ہے ہم پر کہ ہر گزرنے والے دن کے انعامات ہم بھول جاتے ہیں۔ پھر اس کا شکر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔

اس لئے ہر احمدی یہ یاد رکھے وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (الطلاق:۴) جو خدا تعالیٰ پر توکّل کرے گا صحیح معنی میں حقیقی رنگ میں اسے اللہ کے سوا کسی اور کی ضرورت نہیں۔ پھر دیکھو خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ سچ مچ یہ سلوک کرے گا کہ خدا کے سوا کسی کی ضرورت نہیں۔

طارق نے، کہتے ہیں جب غیر ملک میں اور اپنے اور اس غیر ملک کے درمیان سمندر ہے اور راستہ خشکی کا کوئی نہیں، سات ہزار اپنے ساتھیوں کے ساتھ غیر ملک میں کشتیوں کے ذریعے وہ اترے۔ انہوں نے کشتیاں جلا دیں۔ پاگل نہیں تھا طارق۔ طارق کو یہ پتا تھا وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اس کے اپنے ساتھیوں نے کہا کہ پیغام ہی بھیجنا ہوتا ہے کوئی۔ ہر قسم کے حالات پیدا ہو سکتے ہیں۔ یہ کیا کیا؟ انہوں نے کہا خدا میرے لئے کافی ہے مجھے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں اور غیر ملک میں جہاں کی نہ منڈیوں کا ان کو پتا کہ جہاں سے اپنی رسد خرید سکیں نہ راستوں کا پتا کہ اپنی پیٹھ کو محفوظ کر سکیں دشمن سے۔ وہ ان کو منڈیوں کا بھی پتا تھا اور راستوں کا بھی پتا تھا۔ پانچ ہزار کی بعد میں ان کو فوج مل گئی وہ بارہ ہزار ہو گئے۔ ایک لاکھ سے زیادہ فوج، زیادہ ہُنر مند فوج، زیادہ اچھے ہتھیاروں سے لیس فوج۔ اس نے کہا میرے لئے خدا کافی ہے اور خدا نے کہا اس نیک بندے نے میرے پر کامل توکّل کیا میں اس کے لئے کافی ہوں اور کافی ہوا عملاً۔

چودہ سو سالہ تاریخ بھری پڑی ہے کہ جو حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتّباع کرنے والے ہیں خدا تعالیٰ کی محبت کو حاصل کرنے والے ہیں۔ خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک اس گروہ میں شامل ہو جائے۔ آمین

(از رجسٹر خطباتِ ناصر غیر مطبوعہ)